

حق یہی ہے کہ عرب مورخین کے نزدیک بوداسف سے مراد مہاتما گوتم بدھ ہیں اور وہی ان کے خیال میں فرقہ صائبہ کے بانی ہیں۔

عام ارباب تفسیر ہوں یا ارباب تاریخ کسی نے اس پر غور نہیں کیا کہ خود قرآن مجید سے صابثوں کی کن خصوصیات و اوصاف پر روشنی پڑتی ہے۔ ورنہ اختلاف و تنوع آرا کا دائرہ ہرگز اس قدر وسیع نہیں ہو سکتا تھا اور نہ اس فرقہ کی تعیین کے سلسلے میں کوئی ایسی بات زبان سے نکلتی جس کی تردید خود قرآن سے ہوتی ہے۔ اور واقعی ایک فاضل مستشرق کے بقول یہ امر کچھ کم افسوسناک نہیں ہے کہ قرآن میں جس فرقہ کا ذکر مسلمانوں اور مشہور اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے پہلو بہ پہلو کیا گیا تھا، ارباب تفسیر و تاریخ اس کی صحیح اور قطعی نشاندہی سے قاصر رہے ہیں (۱۲)۔

صابثوں کی خصوصیات قرآن کی روشنی میں :

قرآن میں اس فرقہ کا ذکر تین جگہ آیا ہے۔ سورۃ البقرہ آیت ۶۲، المائدہ آیت ۶۹ اور الحج آیت ۱۷ میں۔ ان تینوں مقامات کو یکجائی طور پر پیش نظر رکھا جائے تو حسب ذیل نتائج صاف طور پر نکلتے ہیں۔

(۱) صائبہ مشرک نہیں تھے، کیونکہ سورۃ الحج میں ان کو مشرکین کے بالمقابل ایک قسم کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے ارشاد ہے۔

ان السذین آمنوا والسذین هادوا والصائبین والنصری والمجوس
والذین اشركوا ان الله يفصل بينهم يوم القيامة ان الله على كل
شئ شہید۔

یہ شبہہ مومن، یہود، صابی، نصاریٰ مجوسی اور مشرک، اللہ قیامت کے دن ان میں امتیاز کرے گا۔ یہ شبہہ اللہ ہر چیز کا دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ صابثین کو ترتیب میں تیسرے نمبر پر یعنی نصاریٰ سے بھی پہلے رکھا گیا ہے۔

(۲) صابی اہل کتاب تھے، کیونکہ مشرکین کے علاوہ جتنے لوگ باقی رہ

جاتے ہیں وہ سب ”وما من امة الا خلا فيها نذیر“ کے ارشاد کے مطابق اہل کتاب ہیں۔ اس بات کا قوی قرینہ یہ ہے کہ ان کو اہل کتاب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ کا اہل کتاب ہونا تو ظاہر ہی ہے، مجوس کے ساتھ بھی حضرت عمرؓ نے اہل کتاب کا معاملہ کیا ہے (۱۳)۔ علاوہ ازیں سورۃ البقرہ سورۃ المائدہ کی آیتوں کا سیاق بتا رہا ہے کہ ”من آمن باللہ“ سے پہلے جو چار طبقات بشمول صابئہ بیان کئے گئے ہیں وہ کسی دین سعادتی کے کسی نہ کسی شکل میں پیرو ہیں اور اس لئے ایمان باللہ اور ایمان بالیوم الآخر ان سے متوقع ہے۔

(۳) معطوف اور معطوف علیہ میں مغائرت ہوتی ہے اس بنا پر ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صابئہ ایک مستقل بالذات اور ممتاز فرقہ تھا۔ یہ نہیں تھا جیسا کہ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ وہ یہود یا نصاریٰ کی ایک شاخ ہوں۔

ان تنقیحات کی روشنی میں غور کیا جائے تو مندرجہ ذیل اقوال و آراء جو آپ اوپر بڑھ چکے ہیں قرآن سے خود بخود ان کی تردید ہو جاتی ہے۔

(الف) صابئہ کا کوئی دین نہیں تھا۔

(ب) یہ لوگ مشرک تھے اور فرشتوں و ارواح وغیرہ کی عبادت کرتے تھے۔

(ج) صابئوں ان سب لوگوں کو کہتے ہیں جو ایک دین ترک کر کے کوئی دوسرا دین اختیار کر لیں۔

(د) صابئہ دو قسم کے تھے۔ ایک حنفا اور دوسرے مشرکین۔ اس قول کی تردید کی وجہ یہ ہے کہ جو فرقہ اصلاً اہل دین یا اہل کتاب کی حیثیت سے معروف ہو جاتا ہے اُس کے کچھ افراد اگر مشرکانہ اعمال و افعال کرنے بھی لگیں تو اس سے فرقہ کی دو قسمیں نہیں ہو جاتیں۔ جب تک کہ وہ لوگ اس فرقہ سے

اپنا تعلق منقطع کرنے کا اعلان نہیں کرتے فرقہ کے اعتبار سے
غیر مشرک ہی کہلاتے تھے۔

صابنہ بدھ مت کے پیرو نہیں ہو سکتے :

مذکورہ بالا اقوال مفسرین کے تھے۔ اب مورخین کا قول یہ کہ
بودھ مذہب کے پیرو صابنہ ہیں ، اس پر غور کیا جائے تو قرآن سے صاف طور پر
اس کی تردید بھی ہو جاتی ہے اور اس کے وجوہ یہ ہیں۔

(۱) گوتم بدھ کے ہاں نہ خدا کا تصور ہے اور نہ یوم آخرت کا اور اس بنا
پر پیغمبری کا بھی اس مذہب میں کوئی تصور نہیں۔

(۲) گوتم بدھ کے مذہب کو قرآن کی اصطلاح کے مطابق ہم دین نہیں کہہ
سکتے۔

(۳) گوتم بدھ اور ان کے پیروؤں کے متعلق عرب مورخین کا یہ بیان غلط ہے
کہ گوتم بدھ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا تھا۔ اور یہ لوگ توحید
کے قائل تھے۔

(۴) عرب مورخین لکھتے ہیں کہ صابنہ تین وقت کی نماز مسلمانوں کی
طرح پڑھتے تھے۔ ان کے ہاں حلال و حرام کے احکام بھی
مسلمانوں کے احکام سے ملتے جلتے تھے (۲۵)۔

اگر مورخین کے مطابق یہ صابنہ کی صحیح تصویر ہے تو اس کا
مصدق ہونے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کے ہاں نہ قبلہ رو نماز کا ہتھ ہے اور
نہ ان کے احکام مسلمانوں کے احکام سے مماثلت رکھتے ہیں۔

مسعودی نے ابو بکر محمد بن زکریا الرازی کی ایک کتاب کا بھی ذکر
کیا ہے جسے مسعودی نے خود دیکھا ہے اور جس میں حرانی صابنہ کے مذاہب
بیان کئے گئے ہیں (۲۶)۔ ہمیں نہیں معلوم کہ رازی نے جو یہ مذاہب بیان کئے
ہیں وہ کیا ہیں ؟ البتہ خود مسعودی نے ان لوگوں کا مذہب کواکب اور جواہر
عقلیہ کی پرستش بتایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رازی نے بھی یہی لکھا
ہوگا۔ اگر واقعی ایسا ہے تو یہ لوگ بھی یقیناً قرآن کے صابنہ نہیں ہیں۔

عہد حاضر کے علماء نے بھی اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی ہے لیکن متقدمین نے جو کچھ لکھا ہے ان حضرات نے بھی اسی کو الٹ پلٹ کر نقل کر دیا ہے۔ چنانچہ سید محمود شکاری آلوسی اپنی فاضلانہ کتاب بلوغ الارب میں لکھتے ہیں۔

”یہ لوگ حران میں تھے اور یہ مقام صابنہ کا مرکز تھا۔ ان میں دو گروہ تھے۔ ایک حنفا کا اور دوسرا مشرکین کا۔ ان میں جو مشرک تھے وہ سب سے سیارہ اور ان کے بروج کی پرستش کرتے تھے۔ اور ان کا ہیکل بنا کر رکھتے تھے۔۔۔ ان ستاروں کی عبادت کرنے کے طریقے مختلف تھے۔ یہ ان کے بت بھی بنا کر رکھتے، ان کے نام کی قربانی کرتے اور مسلمانوں کی طرح پانچ وقت کی نماز بھی پڑھتے تھے۔ ان میں کچھ گروہ تھے جو ماہ رمضان کا روزہ بھی رکھتے اور نماز میں رخ کعبہ کی طرف کرتے تھے۔ کعبہ کی تعظیم کرتے اور حج کے بھی قائل تھے۔ ان کے ہاں کھانے پینے کی چیزوں میں اور نکاح کے معاملے میں حلال و حرام کے احکام وہی تھے جو مسلمانوں کے ہاں ہیں (۲۷)۔“

مذکورہ بالا باتیں وہی ہیں جو مورخین نے لکھی ہیں۔ البتہ ایک نئی بات یہ بھی لکھی گئی ہے کہ ”یہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم اور آپ کے اہل دعوت تھے (۲۸)“ لیکن اس کے بعد فاضل موصوف نے جو کچھ تفصیلات لکھی ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک بھی صابنہ یہود اور نصاریٰ اور مجوس کی طرح ایک خاص فرقہ کا نام تھیں ہے جس کے مخصوص عقائد و اعمال ہوں۔ بلکہ صابنہ مختلف فرقوں اور گروہوں کا نام ہے جن کے درمیان اختلاف عقائد و افکار کے باوصف صرف ایک مشترک امر یہ ہے کہ یہ لوگ کسی ایک خاص دین اور مذہب کے باند نہیں ہیں۔ جس کسی مذہب اور مسلک دینی میں انہیں کوئی اچھی بات نظر آتی ہے اسے قولاً و عملاً اختیار کر لیتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کا نام صابنہ ہے (۲۹)۔ چنانچہ یہ سب

کچھ لکھنے کے بعد موصوف کہتے ہیں - „غرض کہ صابنہ کے بہت سے فرقے اور گروہ ہیں - ایک فرقہ حنفا کا اور دوسرا مشرکوں کا تیسرا فلاسفہ کا اور ایک فرقہ بالکل آزاد لوگوں کا - یہ لوگ عجیب معجون مرکب ہیں - ان میں کوئی نبوت کا قائل ہے اور کوئی منکر - کوئی توحید کو مانتا ہے اور کوئی مشرک ہے - جیسا کہ ہم اوپر بتا آئے ہیں قرآن میں جن لوگوں کو صابنہ کہا گیا ہے وہ یہود اور نصاریٰ کی طرح ایک مستقل فرقہ ہیں اور اہل کتاب ہیں اس لئے آلوسی جن کو صابنہ کہتے ہیں وہ یقیناً قرآن کے صابنہ نہیں ہیں - (جاری)
